تبصرہ نگار: ح۔ح

تعارف وتبصرہ

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخے ارسال کرنا ضروری ہے۔ پمفلٹ نما کتابچوں پر تبصرہ نہیں کیا جائے گا۔ ——— (ادارہ)

سائنس مشرف بہ اسلام، مرتب: مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی، ناشر: دار الکتاب مارکیٹ غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور، ص: ۳۵۰، قیمت: ۱۶۰ روپے

سائنسی تحقیقات کی بنیاد درحقیقت دو چیزوں پر استوار ہے: مشاہدہ اور ظن وتخمین۔ جو سائنسی تحقیقات، مشاہدات کے قبیل سے ہیں، وہ کبھی قرآن وسنت سے متصادم نہیں ہوسکتیں، بلکہ اس نوعیت کی سائنسی تحقیقات نے ہمیشہ قرآن وسنت کے ایسے دعوؤں پر، جنھیں سائنسی تحقیقات کی قطعیت پر غیر متزلزل ایمان رکھنے والے عقلیت پسند اور مرعوب ذہنوں نے خلاف عقل باور کر کے ان کی صداقت سے انکار کیا، مہر تصدیق ثبت کردی۔ قرآن وحدیث عالم انفس وآفاق میں غور وفکر کی دعوت دیتا ہے تاکہ عقل انسانی باور کرلے کہ کائنات کے اس قدر لامتناہی، مگر مربوط اور مستحکم نظام کو چلانے والی کوئی طاقت وہستی بھی اس دنیا میں موجود ہے۔ وہ اس نظام کے چلانے والے کے وجود پر استدلال کے طور پر ایسے حقائق بھی پیش کرتا ہے جو محیر العقول ہیں، انسان کے فہم وادراک سے ماوراء ہیں، چنانچہ اسی بنا پر عقلیت پسندوں اور مادہ پرستوں کی طرف سے ایسے حقائق کو طنز وتضحیک کا نشانہ بنایا گیا کہ جس چیز کو عقل تسلیم نہیں کرتی، ایک حقیقت کے طور پر اسے تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن سائنسی مشاہدات اب انہیں ایسے حقائق سے قریب لارہی ہے۔ مثلاً واقعہ معراج میں براق کی غیر معمولی تیز رفتاری کا ذکر احادیث میں آیا ہے، عقل کے علمبرداروں نے اسے افسانہ طرازی کا نام دیا، لیکن دور جدید کے خلابازوں نے محض ایک گھنٹے سے بھی کم وقت میں کرہ ارض کا چکر لگا کر یہ ثابت کردیا کہ تیز رفتاری ایک حد میں محدود نہیں، جب انسان اپنے دماغی قوی کو بروئے کار لا کر تیز رفتاری کا ایسا حیرت انگیز کارنامہ انجام دے سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بے کراں، قدرت وقوت کے تحت، اس سے بدرجہا زیادہ تیز رفتاری کی تخلیق ممکن نہیں؟!!!

سائنسی نظریات کا دوسرا رخ ظن وتخمین ہے۔ ظن وتخمین کی بنیاد پر قائم کسی سائنسی نظریہ کو بہر صورت یقین کا درجہ نہیں دیا جاسکتا ہے، چنانچہ ایسی تحقیقات کے نتیجہ میں سائنس نے جو نظریہ فراہم کیا، خود اگلے ہی قدم میں کسی نئی تحقیق کی بنیاد پر اسے باطل قرار دیا۔ اس سلسلے میں ایک نہیں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں، جن سے سائنسی نظریات قطعیت اور سائنس دانوں کے بلند بانگ دعوؤں کا بھرم کھل جاتا ہے اور انسانی تجربہ وعلم کی نارسائی اور ناپائیداری کا یقین ہوجاتا ہے۔ اس قسم کی نظریات قرآن وسنت سے متصادم بھی ہوتی ہیں لیکن اہل ایمان کی شان یہ ہے کہ اس صورت میں قرآن وحدیث

کی صداقت اور حقانیت پر ان کا عقیدہ اور پختہ ہو جاتا ہے۔

بہر کیف المیہ یہ ہے کہ خود مسلمانوں کے اندر مغرب سے مرعوب ایک طبقہ ایسا بھی موجود ہے جن کے ہاں سائنس ہر چیز کا معیار ٹھہرا۔ جہاں سائنس نے قرآن و حدیث کے مقابل نظریہ پیش کیا، وہاں ان کا ایمان ڈگمگانے لگا۔ مغرب سے مرعوب نام نہاد جدت پسندوں نے سائنس اور اسلام کو، دو مختلف اور متصادم نظریے باور کر کے، ان کے درمیان فاصلے پیدا کر دیئے۔ حالانکہ سائنس اور مذہب قطعاً ایک دوسرے کی ضد نہیں۔ مذہب کو مقصود اور سائنس کو وسیلہ کی نسبت حاصل ہے۔ اس مختصر کالم میں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں، اس طویل تمہید کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ جب بھی مذہبی نقطہ نگاہ سے سائنس کا تجزیہ کیا جائے گا، اس موضوع کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگی۔ لیکن کتاب میں شامل مضامین میں اس موضوع پر جامع اور ٹھوس مضمون کی شدت سے کمی محسوس ہو رہی ہے۔ مؤلف نے سائنس اور مذہب کو ایک دوسرے کی ضد سمجھنے کا جو عام تصور پھیلایا ہے اسے زائل کرنے کے لیے بہر کیف مضامین تو اچھے جمع کر کے چھاپ دیئے ہیں، لیکن مجموعی نقطہ نظر اس میں ایسا پر مغز اور مدلل مضمون شامل نہیں، جسے پڑھ کر سائنس سے مرعوب افراد کے دلوں پر شک وتذبذب کے منڈلاتے بادل چھٹ جائیں۔ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون ''سائنس اور مذہب کی حقیقت'' مختصر ہونے کے باوجود مفید ہے۔ ''قرآن اور جدید سائنس'' کے عنوان سے موریس بوکلے کا مقالہ معلومات افزاء ہے، مغربی سائنس دانوں نے سائنسی علوم سے اسلام کی بے مائیگی کا جو غلط تاثر پیش کیا ہے، اس کی تردید موریس بوکلے نے ٹھوس دلائل اور شواہد کی بنیاد پر نہایت متین اور عالمانہ اسلوب میں کی ہے، ان کا انداز تحریر اعتدال اور توازن کی ایک بہترین مثال ہے۔ اس مقالہ کا مطالعہ نہایت مفید ہے لیکن تمہید میں جس موضوع کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے، مقالہ نگار نے اسے مس نہیں کیا۔ کتاب میں شامل متعدد مقالات ایسے ہیں، جن کے لکھنے والوں کا نام نہیں، کیا ان کے لکھنے والے گمنام تھے؟

مولانا ثناء اللہ شجاع آبادی نے مختلف مقالات مرتب کیے ہیں، خود ان کے نتائج افکار کتاب میں شامل نہیں، لیکن مضامین کا انتخاب، حسن انتخاب کا تاثر نہیں دے رہا۔ بعض نہایت طویل مقالات سے کتاب کی ضخامت بڑھ گئی ہے، ان کی تلخیص کر کے، دوسرے اہم مضامین کی گنجائش بآسانی نکل سکتی تھی۔ مولانا عبدالباری ندوی رحمۃ اللہ کی شہرہ آفاق تصنیف ''مذہب اور سائنس'' اپنے موضوع پر اس قدر جامع اور وقیع کاوش ہے کہ کسی بھی زبان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ان کا ایک رسالہ ''مذہب اور عقلیات'' بھی گراں قدر تالیف ہے۔ اگر مؤلف ان دونوں کتابوں کے اہم حصے زیر نظر کتاب میں شامل کرتے تو اس کی افادیت بڑھ جاتی۔ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہ کی کتاب ''اسلام اور جدت پسندی'' میں: ''سائنس اور اسلام''، ''ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا'' نیز ''اسلام اور تسخیر کائنات'' تین مختلف عنوانات کے تحت یہ جاندار مضامین بھی زیر نظر کتاب میں شامل کیے جائیں تو اس کی وقعت اور افادیت بڑھ جائے گی۔